امام ابو یوسفؒ

مفتی عبد الباری

امام ابو یوسفؒ کا نام یعقوب، والد کا نام ابراہیم ہے۔ پورا نسب نامہ یوں ہے: یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری، اور کنیت ابو یوسف ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۱۳ھ کو ہوئی، جوان ہونے کے بعد روایت حدیث میں مشغول ہوگئے، انھوں نے حدیث، لیث بن سعد، امام ابو حنیفہ، ابو اسحاق شیبانی، سلیمان تیمی، ہشام بن عروہ، محمد بن اسحاق بن یسار اور عطاء بن سائب وغیرھم (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے سنی اور روایت کی۔

پھر فقہ حاصل کرنے کی غرض سے پہلے ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس گئے اور ان سے استفادہ کیا، اس کے بعد امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس گئے اور ان سے شرف تلمذ حاصل کیا اور تادمِ مرگ ان کی اتباع میں رہے اور امام صاحب کے جلیل القدر شاگرد ہونے کا شرف حاصل کرلیا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ وہ عظیم شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر کتاب تصنیف کی اور مسائل لکھے اور شائع کیے اور ان کی انھی کوششوں کی وجہ سے مذہب حنفی چار دانگ عالم میں مشہور ہوا اور مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل گیا۔ اسلام میں سب سے پہلے وہ شخص ہیں جو مشرق سے لے کر مغرب تک کے لیے قاضی مقرر ہوا اور سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے لقب سے مشہور ہوا، خلفائے عباسیہ میں سے تین خلفاء، خلیفہ مہدی، خلیفہ ہادی اور خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں عہدۂ قضا پر مامور تھے۔

آپ بڑے عابد وزاہد تھے، انتیس برس تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرلی، ان سے کبھی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی اور قاضی ہونے کے بعد بھی عبادت کا کثرت سے اہتمام کیا کرتے تھے اور عہدۂ قضاء کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ روزانہ دو سو رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح وہ ایک نڈر، بے باک اور خواص وعوام کے خیر خواہ بھی تھے، چنانچہ انھوں نے خلیفۂ وقت ہارون الرشید کے حکم پر ''کتاب الخراج'' لکھ دی، کتاب کے شروع میں بغرض پند ونصیحت وتنبیہ ایک طویل مضمون لکھ دیا، جس کے مطالعہ کرنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر حق گو، نڈر اور خیر خواہ قاضی تھے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے والد غریب آدمی تھے، انھوں نے امام صاحب کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس میں شریک ہونے سے روکتے ہوئے کہا کہ ابو حنیفہ تو مالدار اور صاحب استطاعت شخص ہیں، تم غریب اور تنگ دست

ہو،اس لیے وہاں نہیں جایا کرو، والد ماجد کے منع کرنے کی وجہ سے مجلس میں جانا ترک کردیا،امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو غائب دیکھا اور پھر تلاش شروع کردی اور مجلس میں دوبارہ آنے کا کہنا، غیر حاضری کے بعد جب پہلے دن درس میں شریک ہوئے تو امام صاحب نے غیر حاضری کی وجہ دریافت کرلی۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ نے جواب میں کہا کہ غیر حاضری کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ والد نے درس میں شریک ہونے سے منع کیا اور دوسری وجہ مالی کمزوری ہے۔ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں: جب درس ختم ہوا،لوگ چلے گئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی اور کہا کہ یہ اپنی ضروریات پر خرچ کرو اور سبق میں پابندی سے آیا کرو اور جب یہ تھیلی ختم ہوجائے تو مجھ سے دوبارہ کہہ دینا، جب تھیلی کھول کر میں نے دیکھا تو اس میں سو درہم تھے،اس کے بعد کچھ دنوں کے وقفہ سے مجھے سو، سو درہم دے دیا کرتے اور مجھے کبھی یہ کہنے کی نوبت نہیں آئی کہ اب میرے پاس خرچ نہیں۔

امام ابویوسف رحمہ اللہ کے متعلق علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے البدایہ والنہایہ میں اس سے ملتا جلتا ایک اور قصہ نقل کیا ہے، وہ یہ ہے کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں چھوٹا تھا کہ والد محترم کا انتقال ہوگیا، والدہ نے مجھے مزدوری کے لیے ایک دھوبی کے حوالہ کیا، دھوبی کے پاس آتے جاتے ہوئے راستے میں امام ابوحنیفہ کے درس میں کچھ دیر بیٹھ جاتا، درس میں شریک ہونے کی وجہ سے دھوبی کے پاس جانے میں دیر ہوجاتی، میری والدہ مجھے تلاش کرتے کرتے حلقۂ درس میں پہنچ جاتیں اور مجھے وہاں سے اُٹھا کر دھوبی کے پاس پہنچا دیتیں، میں وہاں سے چھپ کر پھر حلقۂ درس میں آبیٹھتا، جب میرے اور والدہ کے درمیان یہ سلسلہ طویل ہوگیا تو محترمہ والدہ نے خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس جا کر میری شکایت کی اور کہا کہ یہ یتیم بچہ ہے، اس کا کوئی مال وجائیداد نہیں، میں تکلہ گھما کر کچھ کما کر اس کو کھلاتی ہوں اور تم نے اس کو خراب کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا چپ ہوجا! یہ لڑکا علم سیکھے گا اور عنقریب پستہ کے تیل سے تیار فالودہ، فیروزہ کی پلیٹ میں کھائے گا۔ والدہ نے کہا کہ تم ایسے شخص ہو کہ جس کا دماغ خراب ہے۔

ابویوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ گزر گیا، میں نے علم حاصل کرلیا اور قاضی بن گیا، ایک دن میں خلیفۂ وقت ہارون رشید کے پاس بیٹھا تھا کہ فیروزہ کے برتنوں میں فالودہ لایا گیا، خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ یہ کھاؤ، ہر وقت ہمارے لیے یہ نہیں بنایا جاتا۔ میں نے عرض کیا، اے امیر المؤمنین یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ یہ فالودہ ہے، یہ سن کر میں مسکرانے لگا، فرمایا کیوں مسکرا رہے ہو؟ تو میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اپنی والدہ کا قصہ سنایا، ہارون رشید نے کہا کہ واقعتاً علم انسان کو نفع دیتا ہے اور دنیا وآخرت میں اس کا مقام ومرتبہ بلند کردیتا ہے، پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحمت نازل فرمائے وہ سر کی آنکھوں سے نہیں بلکہ عقل وبصیرت کی آنکھوں سے دیکھا کرتے تھے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے علم سے استفادہ کرنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن ان کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں:
امام احمد بن حنبل، یحیٰ بن معین، امام محمد بن الحسن الشیبانی، بشر بن ولید کندی، بشر بن غیاث مریسی، خلف بن ایوب عصام بن یوسف، ہشام بن عبداللہ، حسن بن أبی مالک، ابوعلی رازی، ہلال الرأی اور علی بن الجعد (رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے درس میں بڑے بڑے علماء شریک ہوتے تھے، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں آپ کی فقاہت وذہانت کا ایک عجیب قصہ نقل کیا ہے وہ یہ کہ امام ابو یوسف کی مجلس میں بہت سے علماء موجود تھے کہ ایک چور کو لایا گیا، اس چور نے اخذ مال کا اعتراف کرلیا (کہ میں نے فلاں کا مال لیا ہے، چوری نہیں کی ہے) مجلس میں موجود علماء کرام نے کہا کہ اب قطع ید لازم ہے اس لیے کہ اس نے خود قرار کرلیا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، تمام علماء کرام حیران ہوگئے کہ چور نے خود اقرار کرلیا ہے، اس کے باوجود کس طرح قطع ید لازم نہیں، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس نے اخذ مال (مال لینے) کا اقرار کیا نہ کہ سرقہ اور چوری کا اور اخذ مال میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا، علماء کرام نے کہا کہ اس سے دوبارہ پوچھ لیتے ہیں کہ اس نے کیا کہا ہے؟ علماء کرام نے اس سے پوچھا ''ھل سرقت؟'' کیا تو نے چوری کی ہے، اس نے جواب میں کہا: ''نَعَمْ'' ہاں میں نے چوری کی ہے، علماء نے کہا کہ اب تو بات پکی ہوگئی اور قطع ید لازم ہوگیا، قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب بھی قطع ید لازم نہیں، علماء کرام نے حیرانی کے ساتھ پوچھا کیوں؟ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس نے پہلے جو اقرار کیا تھا وہ دوسرے کے مال کے لینے کے بارے میں تھا، اس اقرار سے سابق کے بعد اس پر ضمانِ مالی واجب ہوگیا، ید وضمانِ مالی دونوں جمع نہیں ہوسکتے اور ایسے مواقع پر اقرار سابق سے رجوع بھی جائز نہیں، لہٰذا اس شخص پر مالی ضمان واجب ہے نہ کہ قطع ید، علماء کرام آپ کی فقاہت وذہانت پر دنگ رہ گئے اور اپنی غلطی تسلیم کرلی۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے درج ذیل تصنیفات فرمائیں:

❶ کتاب الخراج ۔ یہ کتاب امام صاحب نے ہارون الرشید خلیفۂ وقت کے حکم سے تحریر فرمائی، اس میں خراج، عشر، جزیہ اور کفار کے احکام کو قرآن وحدیث، آثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں مدلل بیان کیا ہے۔ احکام بیان کرنے سے قبل شروع کتاب میں ایک طویل مضمون آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خطبات پر مشتمل خلیفۂ وقت کے نام لکھا ہے، وہ ایسا پند ونصیحت و پر از حکمت وبصیرت مضمون ہے جو ہر کسی کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ہے۔

❷ کتاب اختلاف ابی حنیفہ وابن ابی لیلیٰ ۔اس کتاب میں وہ مسائل یکجا ہیں جن کے متعلق امام ابوحنیفہ اور امام ابن ابی لیلیٰ رحمہما اللہ کا اختلاف ہے۔

❸ الرد علی سیر الاوزاعی ۔اس کتاب میں لڑائی، معاہدات اور قیدیوں کے متعلق امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی آراء پر رد کر کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے آراء کو ترجیح دی گئی ہے۔

❹ کتاب الآثار۔اس مجموعہ میں وہ احادیث مروی ہیں کہ جن پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فتاویٰ اور فقہی آراء میں اعتماد کیا کرتے تھے، ان کو امام ابو یوسف کے بیٹے یوسف نے نقل کی ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۸۳ھ کو اس دار فانی سے رخصت ہوگئے، وفات کے وقت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے، کاش! میں نے اپنے اسی فقر کے حال میں مرجاتا اور عہدۂ قضاء قبول نہ کرتا، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے جان بوجھ کر فیصلہ کرتے وقت کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا، نہ کسی بادشاہ کے ساتھ رعایت کی نہ رعایا میں سے کسی کے ساتھ۔

محمد بن شجاع کا کہنا ہے کہ مشہور صوفی حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متوسلین میں سے کسی کو یہ کہہ کر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے گھر بھیجا کہ غالباً ان کا انتقال ہوگیا ہے، جب میت کو گھر سے نکالا جائے تو مجھے اطلاع کردینا تاکہ نماز جنازہ میں شرکت کرسکوں۔ یہ شخص چلا گیا، امام صاحب کے جسد خاکی کو گھر سے نکالا گیا اور نماز جنازہ پڑھی گئی اور پھر ان کو ان کی مسجد کے قریب دفنایا گیا۔حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کو اس نے اطلاع نہیں دی، تجہیز وتکفین کے بعد یہ شخص حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کے ہاں چلا گیا اور ان کو نماز جنازہ، تجہیز وتکفین کی اطلاع دے دی تو حضرت معروف کرخی نماز جنازہ کے فوت ہونے کی وجہ سے کافی دیر تک افسوس کا اظہار کرتے رہے، اس شخص نے حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ زیادہ افسوس کرنے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ یہ شخص درباری قاضی تھے، جواب میں حضرت معروف کرخی نے فرمایا کہ اصل میں رات کو میں نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ میں جنت میں ہوں، وہاں مجھے ایک خوب صورت محل نظر آیا، جس میں گدے بچھے ہوئے تھے، پردے بھی لٹکائے گئے تھے، بچے اور خدام کھڑے تھے، ان میں سے کسی سے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری کا ہے۔ میں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے ان سے پوچھا کہ ان کو کس کام کے صلہ میں ملا؟ اس نے کہا لوگوں کو تعلیم دینے اور ان کی ایذاء رسانیوں پر صبر کرنے کے صلہ میں۔

☆☆☆